

از عدالتِ عظمیٰ

کمشنر آف ویلتھ ٹیکس، لکھنؤ

بنام

راجہ وشونا تھپرتاپ سنگھ

تاریخ فیصلہ: 3 اپریل، 1996

[جے ایس ورما اور سوہاس سی سین جسٹس صاحبان]

ویلتھ ٹیکس ایکٹ 1957-دفعات 2 (m) اور 1-کل زر-کٹوتیاں-واجب الادا قرضے-ذاتی بار-
مشخص الیہ کے والد کی طرف سے قرضوں کی ادائیگی کے لیے درخواست-اس کی موت پر، عدالت
بابت نابالغان جائیداد نے جائیداد پر قبضہ کر لیا، سرکاری کفالت میں لگائی گئی بچت، اس پر مشخص الیہ کی
طرف سے جمع کردہ سود-مشخص الیہ کے نام سے پاس کی گئی ڈگری-سرکاری کفالت میں رکھی گئی رقم
کے خلاف ڈگری دار کے دعوے کی مشخص الیہ نے مخالفت کی کیونکہ یہ رقم اس کے والد کی جائیداد کا
حصہ نہیں تھی-زر ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 17 کے تحت کارروائی-سرکاری کفالت میں رکھی گئی رقم
مشخص الیہ کی کل زر ہے اور کسی بھی ڈگری شدہ واجبات میں کوئی کٹوتی نہیں کی جاسکتی کیونکہ مشخص
الیہ ذاتی طور پر قرض کے لیے ذمہ دار نہیں ہے-نیک نیٹی پر مبنی استدعا-منسوخ-متعلقہ تشخیص کی
تاریخ پر مشخص الیہ کو ڈگری شدہ واجبات سے دوچار نہیں کیا گیا تھا-ڈگری داروں کی مذکورہ بالا
سرکاری کفالت اور اس سے پیدا ہونے والی آمدنی کے خلاف کارروائی کرنے کی کوششوں کو کامیابی
کے ساتھ ناکام بنانے کے بعد، مشخص الیہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ڈگری شدہ واجبات اس کے قرض
ہیں جو اس کی طرف سے ذاتی طور پر قابل ادائیگی ہیں۔

ہندو قانون-نیک نیٹی پر مبنی-بیٹے کی یہ ذمہ داری کہ وہ اپنے باپ کے لیے کیے گئے قرضوں کی
ادائیگی کرے-بیٹے کو اپنے والد سے وراثت میں ملنے والی جائیدادوں تک محدود۔

مدعا علیہ کے والد، ایک زمیندار، نے یو پی 4 ستمبر ڈسٹریکٹ ایکٹ 1934 کی دفعہ 4 کے تحت
اپنے قرضوں کو ختم کرنے کے لیے درخواست دائر کی اور درخواست کے زیر التواء ہونے کے دوران

ان کی موت ہو گئی اور مدعا علیہ کو اس کے "قانونی نمائندے" کے طور پر ریکارڈ پر لایا گیا۔ عدالت بابت نابالغان جائیداد نے جاگیر کو اپنے قبضے میں لے لیا اور جاگیر کی بچت سے محفوظ کردہ روپے کی رقم سرکاری کفالت میں اس کے ذریعے لگائی گئی۔ اس کا جمع شدہ سود مدعا علیہ کے ذریعے وصول کیا جاتا تھا۔

یو پی ہیکمبر ڈسٹریکٹ ایکٹ کے تحت کارروائی مدعا علیہ کے نام پر روپے 30,00,000 کے لیے ڈگری منظور کی گئی تھی۔ سرکاری کفالت میں رکھی گئی رقم کے خلاف ڈگری دار کے دعوے کی مدعا علیہ نے مخالفت کی۔ خصوصی جج نے فیصلہ دیا کہ ڈگری دار اس رقم کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے جو متوفی کی جائیداد کا حصہ نہیں ہے۔ عدالت عالیہ نے خصوصی جج کے حکم کو برقرار رکھا۔

مشخص الیہ کے زر ٹیکس کا تخمینہ تشخیصی سالوں 1957-58، 1958-59، 1959-60 کے لیے قرضوں کے تصفیہ کے لیے درخواست کے زیر التواء ہونے کے دوران مکمل کیا گیا تھا۔ اور، روپے 30,00,000 کی ڈگری شدہ رقم کو مدعا علیہ کی طرف سے 'واجب الادا قرض' کے طور پر مانا گیا اور یہ قرار دیا گیا کہ مدعا علیہ ویتھ ٹیکس ایکٹ کے تحت ٹیکس ادا کرنے کا جوابدہ نہیں ہے۔ لیکن، عدالت عالیہ کے حکم کے بعد مدعا علیہ کے خلاف ویتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 17 کے تحت کارروائی شروع کی گئی۔ ویتھ ٹیکس آفیسر نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سرکاری کفالت میں رکھی گئی رقم مدعا علیہ کا کل زر ہے جس کے خلاف ڈگری شدہ رقم کا تعین نہیں کیا جاسکتا، اور چونکہ 30,00,000 روپے کی ڈگری شدہ رقم مدعا علیہ سے ذاتی طور پر وصول نہیں کی جاسکی اس لیے یہ مدعا علیہ کا مقروض قرض نہیں تھا۔

اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر کو کی گئی اپیل میں، نیک نیٹی پر مبنی درخواست پر غور کیا گیا جسے یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا گیا کہ ہندو قانون کے تحت قرض دہندگان اپنے والد کے واجب الادا واجبات کی ادائیگی کے لیے اس کی مقدس ذمہ داری کو پورا کرنے پر مشخص الیہ کے اثاثوں کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے۔ اس حکم کے خلاف پیش کی گئی اپیل کو ٹریبونل نے خارج کر دیا۔

مشخص الیہ کے کہنے پر، ویتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت قانون کے درج ذیل دو سوالات عدالت عالیہ کو بھیجے گئے تھے:

1. " کیا حقائق پر زائد معاملے کے حالات میں اپیل کے تحت ہر تخمینہ کاری سال کے لیے 30 لاکھ روپے زائد کم و بیش کے قرضوں کو مشخص الیہ کی کل زر کا حساب لگانے میں کٹوتی کے طور پر جائز طور پر اجازت نہیں دی گئی تھی؟

2. کیا حقائق پر اور مقدمے کے حالات کے تحت ویلتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 17 کی توضیحات لاگو ہوتی تھیں جہاں تک تخمینہ کاری کے سالوں 1957-58، 1958-59 اور 1959-60 کا تعلق ہے؟

عدالت عالیہ نے پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ قرض کی رقم روپے 30,00,000 اور طاق کو مشخص الیہ کی کل زر کے حساب میں کٹوتی کے طور پر اجازت دی جانی چاہیے تھی۔ پہلے سوال کے جواب کے نتیجے میں، دوسرے سوال کا جواب یہ کہہ کر دیا گیا کہ ویلتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 17 کا اطلاق تخمینہ کاری کے سالوں 1957-58، 1958-59، 1959-60 کے لیے نہیں کیا جا سکا۔ اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

قرار پایا کہ 1.1. یہ مشخص الیہ کا معاملہ نہیں ہے کہ اس کی ذاتی بار تھی کہ وہ 30,00,000 روپے کی ڈگری شدہ رقم ادا کرے اور یہ بالآخر اس کی طرف سے قابل ادائیگی تھی۔ ڈگری دار اپنے واجبات کی وصولی کے لیے اپنے اثاثوں (روپے کی سرکاری کفالت 6,87,000) کے خلاف کارروائی کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ یہ مشخص الیہ کا معاملہ نہیں ہے کہ متعلقہ تشخیص کی تاریخ پر مشخص الیہ پر ایک غیر معمولی قرض تھا اور مشخص الیہ اس رقم کو جلد یا بعد میں ادا کرنے کی قانونی ذمہ داری کے تحت تھا۔ ڈگری داروں کی مذکورہ بالا سرکاری کفالت اور اس سے پیدا ہونے والی آمدنی کے خلاف کارروائی کرنے کی کوششوں کو کامیابی کے ساتھ ناکام بنانے کے بعد، مشخص الیہ اب یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ڈگری شدہ واجبات اس کے قرض ہیں جو اس کی طرف سے ذاتی طور پر قابل ادائیگی ہیں۔

کیسورام انڈسٹریز اینڈ کاٹن ملز لمیٹڈ بنام کمشنر آف ویلٹھ ٹیکس (سنٹرل) کلکتہ
(1969) 59 آئی ٹی آر 767، حوالہ دیا گیا۔

2. بیٹے کی ذمہ داری اپنے والد کے معاہدے کے
قرضوں کو ادا کرنے کی ہوتی ہے جو بیٹے کو اپنے والد سے وراثت میں ملی
جائیدادوں تک محدود ہوتی ہے۔ یہ شخص الیہ کا معاملہ نہیں ہے کہ
اسے اپنے والد سے سرکاری کفالت میں رکھے گئے 6,87,000 روپے
کی رقم وراثت میں ملی ہے۔ کسی بھی صورت میں، عدالت عالیہ نے 25
مارچ 1961 کے اپنے حکم میں کہا تھا کہ قرض دہندگان کی طرف سے
حاصل کردہ ڈگری کو ان سرکاری کفالت کے خلاف انجام نہیں دیا جا
سکتا۔

ملاز ہندولا، 12 واں ایڈیشن صفحہ 426، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 1364-68، سال 1974۔

ڈبلیو ٹی آر نمبر 284، سال 1965 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے مورخہ 22.6.71 کے
فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لئے ٹی۔ ایل۔ وشونٹھا آئیر، ایس۔ راجپا اور ایس۔ این۔ تردول، وکلاء۔

جواب دہندگان کے لیے شیوپو جن سنگھ۔

عدالت کا فیصلہ سین، جسٹس نے سنایا۔

محصول مشخص الیہ راجہ وشونٹھا پر تاپ سنگھ آنجنہانی کیپٹن راجہ بہادر رام گوپال سنگھ کا بیٹا
ہے، جو وسیع زمیندار اور دیگر جائیدادوں کا مالک تھا۔ رام گوپال سنگھ قرض لیتے تھے۔ انہوں نے
اپنے قرضوں کو ختم کرنے کے لیے یو پی 4 ستمبر ڈسٹریکٹ ایکٹ 1934 کی دفعہ 4 کے تحت درخواست
دی۔ جب کہ دفعہ 4 کے تحت ان کی درخواست زیر التواء تھی، رام گوپال سنگھ کا انتقال ہو گیا اور ان
کی جائیداد کو 16 ستمبر 1941 کو عدالت بابت نابالغان جائیداد نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ جاگیر کو 16
فروری 1953 کو رہا کیا گیا تھا۔ رام گوپال سنگھ کی موت کے بعد خصوصی جج کے سامنے درخواست
کے مطابق تمام کارروائی مشخص الیہ کے نام پر جاری رہی۔

اسٹیٹ کی بچت میں سے، عدالت بابت نا بالغان جائداد نے سرکاری کفالت میں 6,11,324 روپے کی رقم کی سرمایہ کاری کی۔ اس سرمایہ کاری سے سود کے لحاظ سے سالانہ 76,000 روپے کی آمدنی حاصل ہوئی۔ سود کی وہ رقم جو مشخص الیہ جمع کرتا تھا۔

یو۔ پی۔ ۱۰ ستمبر ڈائسٹریکٹ ایکٹ کے تحت کارروائی میں، خصوصی جج نے 30,00,000 روپے اور طاق جمع شدہ کے لیے ایک سادہ منی ڈگری منظور کی۔ چونکہ مشخص الیہ کو اس کے والد کی جگہ تبدیل کر دیا گیا تھا، اس لیے ڈگری مشخص الیہ کے خلاف منظور کی گئی۔ جب کچھ ڈگری دار سرکاری کفالت میں رکھے گئے 6,87,000 روپے کی رقم کے خلاف کارروائی کرنا چاہتے تھے، تو مشخص الیہ نے ڈگری داروں کے دعوے کی مخالفت کی۔ خصوصی جج نے فیصلہ دیا کہ ڈگری دار اس رقم کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے جو متوفی رام گوپال سنگھ کی جائداد کا حصہ نہیں ہے۔ ڈگری داروں نے عدالت عالیہ میں اپیل کی جس نے 25 مارچ 1961 کو منظور کردہ حکم نامے کے ذریعے خصوصی جج کے حکم کو برقرار رکھا۔

جب کہ یہ تمام کارروائیاں یو پی ڈسٹرکٹ سٹیشن ایکٹ کے تحت چل رہی تھیں، مشخص الیہ کے ویلتھ ٹیکس کا تخمینہ تشخیصی سالوں 1957-58، 1958-59، 1959-60 کے لیے مکمل کیا گیا تھا۔ اہم، تخمینہ کاری کے سالوں 1960-61 اور 1961-62 کی کارروائی زیر التواء تھی۔ تخمینہ کاری سال 1959-60 تک جاری ویلتھ ٹیکس کے تشخیص میں، 30,00,000 روپے کی غیر معمولی رقم کو مشخص الیہ کی طرف سے 'واجب الادا قرض' سمجھا گیا تھا۔ اس قرض کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ مشخص الیہ ویلتھ ٹیکس ایکٹ کے تحت ٹیکس کا جوابدہ نہیں ہے۔ لیکن، جب 25 مارچ 1961 کو عدالت عالیہ کا فیصلہ محکمہ کے علم میں آیا کہ ڈگری داروں ڈگری شدہ واجبات کی وصولی کے لیے اپنے نام پر مشخص الیہ کے پاس موجود 6,87,000 روپے اور غیر معمولی رقم کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے، تو ویلتھ ٹیکس آفیسر نے ویلتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 17 کے تحت مشخص الیہ کے خلاف تخمینہ کاری کے سالوں 1957-58، 1958-59 اور 1959-60 کے لیے کارروائی شروع کی۔

مشخص الیہ کو سماعت دینے کے بعد، ویلتھ ٹیکس آفیسر کے ذریعے تخمینہ کاری کے مذکورہ بالا سالوں کے لیے تشخیص مکمل کیے گئے جس میں کہا گیا کہ چونکہ 30,00,000 روپے کی تخفیف شدہ رقم ذاتی طور پر مشخص الیہ سے وصول نہیں کی جاسکی، اس لیے یہ مشخص الیہ کا واجب الادا قرض نہیں تھا۔ 6,78,000 روپے کی رقم مشخص الیہ کی کُل زر پر مشتمل ہوتی ہے جس کے خلاف ڈگری شدہ رقم

کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ تخمینہ کاری کے سالوں 1960-61 اور 1961-62 کے لیے بھی اسی طرح کے احکامات جاری کیے گئے تھے۔

مشخص الیہ نے اسسٹنٹ ایپلیٹ کمشنر سے اپیل کی جس نے مقدمے کے حقائق کا گہرائی سے جائزہ لیا اور تمام پانچوں مقدمات کو نمٹاتے ہوئے ایک مربوط حکم کے ذریعے ایپلوں کو خارج کر دیا۔

ایپلیٹ اسسٹنٹ کمشنر کے سامنے اٹھائے گئے نکات میں سے ایک یہ تھا کہ مشخص الیہ پر اپنے والد کے معاہدے کردہ قرضوں کو ادا کرنے کی ایک مقدس ذمہ داری ہوتی ہے اور اس لیے، 30,00,000 روپے کے واجب الادا واجبات کو مشخص الیہ کی طرف سے 'واجب الادا قرض' سمجھا جانا چاہیے۔ تاہم، ایپلیٹ اسسٹنٹ کمشنر نے موقف اختیار کیا کہ ہندو قانون کے تحت قرض دہندگان اپنے والد کے واجب الادا واجبات کی ادائیگی کے لیے اس کی مقدس ذمہ داری کو پورا کرنے پر مشخص الیہ کے اثاثوں کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے۔

ٹریبونل میں مزید اپیل کی گئی۔ ٹریبونل کے سامنے ہندو قانون کے تحت باپ کی طرف سے کرائے گئے قرضوں کی ادائیگی کے لیے بیٹے کی مقدس ذمہ داری کا نقطہ ترک کر دیا گیا۔ یہ دعویٰ کیا گیا کہ مشخص الیہ کے قرضوں کی مجموعی قیمت 30,00,000 روپے سے زائد تھی۔ اگر یہ مشخص الیہ کے پاس موجود اثاثوں سے کٹوتی کی جاتی ہے، تو نتیجہ خیز اعداد و شمار منفی ہوں گے۔ اس لیے مشخص الیہ کو ویلتھ ٹیکس ادا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ ویلتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 2(m) میں مشخص الیہ کے واجب الادا قرضوں میں کٹوتی کا حکم دیا گیا ہے۔ یو۔ پی۔ 4 ستمبر 1987 اسٹیٹس ایکٹ کے تحت منظور شدہ ڈگریاں مشخص الیہ کے خلاف ذاتی ڈگریاں تھیں اور اس لیے اس رقم کو مشخص الیہ کے اثاثوں سے 'واجب الادا قرضوں' کے طور پر کاٹنا پڑتا تھا۔ اس مقصد کے لیے قرض کی ادائیگی زیادہ مادی نہیں تھی۔ اس تجویز کے لیے کیسورام انڈسٹریز اینڈ کاٹن ملز لمیٹڈ بنام کمشنر آف ویلتھ ٹیکس (سنٹرل) کلکتہ، (1969) 59 آئی ٹی آر 767 کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا گیا۔ یہ مزید دلیل دی گئی کہ کسی مردہ شخص کے خلاف ڈگری منظور نہیں کی جا سکتی۔ زیر بحث ڈگری دراصل مشخص الیہ کے خلاف منظور کی گئی تھی۔ اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مشخص الیہ کے خلاف ذاتی طور پر کوئی ڈگری منظور نہیں کی گئی۔

ٹریبونل نے ان تمام دلائل کو خارج کر دیا۔ ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ شخص الیہ کی طرف سے 'واجب الادا قرض' پر کسی بھی رقم کی کٹوتی حاصل کرنے کے لیے یہ ظاہر کرنا ہو گا کہ وہ ذاتی طور پر قرضوں کی ادائیگی کا جوابدہ ہے۔ ایسی صورت میں جہاں کوئی شخص صرف جائیداد کی حد تک قرض ادا کرنے کا جوابدہ تھا جو اسے کسی دوسرے شخص سے ملی تھی، ٹیکس ادا کرنے کی کوئی ذاتی جوابدہی نہیں ہو سکتی۔ قرض دہندگان اثاثوں کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں اور متوفی کے اثاثوں سے اپنے واجبات وصول کر سکتے ہیں۔ لیکن قرض دہندگان ذاتی طور پر یا شخص الیہ کے ذاتی اثاثوں کے خلاف اپنے دعوے کو نافذ نہیں کر سکے۔ چونکہ قرض دہندگان اپنے واجب الادا واجبات کی وصولی کے لیے ذاتی طور پر شخص الیہ کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے تھے، اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ شخص الیہ پر کوئی ایسا قرض واجب الادا ہے جسے کل زر کی گنتی کے مقصد سے اس کے اثاثوں سے کاٹا جانا تھا۔ اس لیے ٹریبونل نے اپیل کو خارج کر دیا۔

شخص الیہ کے کہنے پر، ویلتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت قانون کے درج ذیل دو سوالات عدالت عالیہ کو بھیجے گئے تھے:-

1. کیا حقائق پر زائد معاملے کے حالات میں اپیل کے تحت ہر تخمینہ کاری سال کے لیے 30 لاکھ روپے زائد کم و بیش کے قرضوں کو شخص الیہ کی کل زر کا حساب لگانے میں کٹوتی کے طور پر جائز طور پر اجازت نہیں دی گئی تھی؟
2. کیا حقائق پر اور مقدمے کے حالات کے تحت ویلتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 17 کی دفعات لاگو ہوتی تھیں جہاں تک 1957-58، 1958-59، 1959-60 کے تخمینہ کاری سالوں کا تعلق ہے؟

عدالت عالیہ نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ ٹریبونل نے ویلتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 2(m) میں 'شخص الیہ کے واجب الادا قرضوں' کے بیان محاورہ کو غلط سمجھا ہے۔ ٹریبونل نے متوفی مقروض کے وارث کی اپنے قرضوں کی ادائیگی کی ذمہ داری کی حقیقی نوعیت کو بھی غلط سمجھا تھا۔ عدالت عالیہ نے ملاکے ہندو قانون، 12 ویں ایڈیشن، صفحہ 426 کا حوالہ دیا اور مشاہدہ کیا کہ شخص الیہ اپنے متوفی والد کے قرضوں کی ادائیگی کا جوابدہ ہے۔ لیکن اس کی ذمہ داری اس حد تک محدود تھی جو اسے اپنے متوفی والد سے وراثت میں ملی تھی۔ لہذا اس کے والد کے قرضے جو اس جائیداد سے پورے کیے جا سکتے ہیں جو اسے اپنے والد سے وراثت میں ملی تھی وہ 'شخص الیہ کے واجب الادا قرضے' تھے۔ لہذا

عدالت عالیہ نے پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ قرض کی رقم 30,00,000 روپے اور طاق کو مشخص الیہ کی گل زر کے حساب میں کٹوتی کے طور پر اجازت دی جانی چاہیے تھی۔ پہلے سوال کے جواب کے نتیجے میں، دوسرے سوال کا جواب یہ کہہ کر دیا گیا کہ ویلتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 17 کا اطلاق تخمینہ کاری کے سالوں 1957-58، 1958-59 اور 1959-60 کے لیے نہیں کیا جاسکا۔

ہم یہ دیکھنے میں ناکام ہیں کہ عدالت عالیہ اپنے والد کے قرض کی ادائیگی کے لیے ہندو بیٹے کی مقدس ذمہ داری کے سوال پر کیسے گئی۔ یہ سوال ٹریبونل کے سامنے چھوڑ دیا گیا تھا اور اس نکتے پر کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی تھی۔ مزید برآں، عدالت عالیہ نے نوٹ کیا کہ اپنے والد کا قرض ادا کرنے کی مشخص الیہ کی ذمہ داری ان جائیدادوں تک محدود تھی جو اسے اپنے والد سے وراثت میں ملی تھیں۔ سرکاری کفالت میں لگائی گئی رقم عدالت بابت نابالغان جائیداد کی جانب سے اسٹیٹ کی آمدنی سے ہونے والی بچت سے کی گئی سرمایہ کاری تھی۔ خصوصی جج کی طرف سے یہ فیصلہ دیا گیا کہ یہ جائیداد یوپی ۱۰ ستمبر ڈاسٹیس ایکٹ کے تحت کارروائی میں قرض دہندگان کی طرف سے حاصل کردہ واجبات کی ادائیگی کے لیے دستیاب نہیں تھی۔ عدالت عالیہ نے اپیل میں اس نظریے کی توثیق کی تھی۔ لہذا، متوفی رام گوپال سنگھ کے قرض دہندگان ان سرکاری کفالت کے خلاف ڈگری شدہ واجبات کی وصولی کے لیے آگے نہیں بڑھ سکے۔ ریفرنس کورٹ نے واضح طور پر ان حقائق کو اس نتیجے پر پہنچنے میں نظر انداز کر دیا کہ مشخص الیہ پر ان سرکاری کفالت میں سے بھی اپنے والد کے قرضوں کی ادائیگی کرنے کی ایک مقدس ذمہ داری تھی۔

کیسورام انڈسٹریز اینڈ کاٹن ملز لمیٹڈ (اوپر) کے مقدمے میں یہ قرار دیا گیا کہ ویلتھ ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 2(m) کے تحت 'واجب الادا قرض' کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ یہ وہ ذمہ داری ہے جو حال یا مستقبل میں کسی متعین رقم کی ادائیگی کے طور پر عائد ہو۔ اس صورت میں، سوال یہ تھا کہ آیا انکم ٹیکس ادا کرنے کی ذمہ داری جسے تخمینہ کاری کے حکم کے ذریعے شمار نہیں کیا گیا تھا، اسے موجودہ ذمہ داری اور اس لیے قرض سمجھا جاسکتا ہے۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ انکم ٹیکس ادا کرنے کی ذمہ داری انکم ٹیکس ایکٹ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ حساباتی مدت کے اختتام پر ایک مکمل قرض تھا۔ یہ کوئی عارضی ذمہ داری نہیں تھی۔ مستقبل میں قابل تعین رقم ادا کرنا ایک موجودہ ذمہ داری تھی۔ لہذا، یہ تاریخ تخمینہ پر ویلتھ ٹیکس ایکٹ کے دفعہ 2(m) میں 'واجب الادا قرضوں' کے جملے کے معنی میں آیا۔

یہ فیصلہ کسی بھی طرح سے مشخص الیہ کی مدد کے لیے نہیں آتا۔ ویلتھ ٹیکس ایکٹ کے تحت 'گل زر' کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:-

"(m)2۔ 'گل زر' کا مطلب ہے وہ رقم جس کے ذریعے اس ایکٹ کی دفعات کے مطابق، جہاں کہیں بھی واقع ہو، تشخیص کی تاریخ پر مشخص الیہ سے تعلق رکھنے والے تمام اثاثوں کی مجموعی قیمت، بشمول اس ایکٹ کے تحت اس تاریخ کو اس کی گل زر میں شامل کیے جانے کے لیے درکار اثاثے، تشخیص کی تاریخ پر مشخص الیہ کے واجب الادا تمام قرضوں کی مجموعی قیمت سے زیادہ ہے جو مذکورہ اثاثوں کے سلسلے میں خرچ کیے گئے ہیں۔"

یہ مشخص الیہ کا معاملہ نہیں تھا کہ اس کی ذاتی بار تھی کہ وہ 30,00,000 روپے کی ڈگری شدہ رقم ادا کرے اور یہ کہ یہ بالآخر اس کی طرف سے قابل ادائیگی تھی۔ ڈگری دار اپنے واجبات کی وصولی کے لیے اس کے اثاثوں (روپے کی سرکاری کفالت 6,87,000) کے خلاف کارروائی کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ یہ مشخص الیہ کا معاملہ نہیں ہے کہ متعلقہ تشخیص کی تاریخ پر مشخص الیہ کو ایک غیر معمولی قرض سے دوچار کیا گیا تھا اور مشخص الیہ اس رقم کو جلد یا بعد میں ادا کرنے کی قانونی ذمہ داری کے تحت تھا۔ ڈگری داروں کی مذکورہ بالا سرکاری کفالت اور اس سے پیدا ہونے والی آمدنی کے خلاف کارروائی کرنے کی کوششوں کو کامیابی کے ساتھ ناکام بنانے کے بعد، مشخص الیہ کو اب یہ کہتے ہوئے نہیں سنا جاسکتا کہ ڈگری شدہ واجبات اس کے قرض ہیں جو اس کی طرف سے ذاتی طور پر قابل ادائیگی ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ ٹریبونل نے اپنے فیصلے کی اچھی وجوہات بتائی تھیں اور ٹریبونل کے فیصلے کو عدالت عالیہ کو برقرار رکھنا چاہیے تھا۔

مشخص الیہ کی جانب سے ہماری توجہ یو پی 14 ستمبر ڈسٹریکٹ ایکٹ کی توضیحات اور 25 مارچ 1961 کو منظور کیے گئے عدالت عالیہ کے فیصلے کی طرف بھی مبذول کرائی گئی۔ یہ دلیل دی گئی کہ فیصلے کو اس ایکٹ کی توضیحات کے تناظر میں سمجھا جانا چاہیے۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ مشخص الیہ کی اپنے والد کے قرضوں کی ادائیگی کی ایک مقدس ذمہ داری ہے۔ یہ دلیل اپیلٹ اسٹنٹ کمشنر کے سامنے پیش کی گئی تھی، لیکن ٹریبونل کے سامنے اس پر زور نہیں دیا گیا۔ مزید برآں، بیٹے کی ذمہ داری اپنے والد کے معاہدے کے قرضوں کو ادا کرنے کی ہوتی ہے جو بیٹے کو اپنے والد سے وراثت میں ملنے والی جائیدادوں تک محدود ہوتی ہے۔ یہ مشخص الیہ کا معاملہ نہیں ہے کہ اسے اپنے والد سے

سرکاری کفالت میں رکھے گئے 6,87,000 روپے کی رقم وراثت میں ملی ہے۔ کسی بھی صورت میں، عدالت عالیہ نے 25 مارچ 1961 کے اپنے حکم میں کہا تھا کہ قرض دہندگان کی طرف سے حاصل کردہ ڈگری کو ان سرکاری کفالت کے خلاف انجام نہیں دیا جاسکتا۔

مذکورہ بالا کے پیش نظر، ہم دونوں سوالوں کا جواب مثبت اور ریونیو کے حق میں دیتے ہیں۔ ایپلوں کی اجازت ہے۔ ہر فریق اپنے اخراجات خود برداشت کرے گا۔

ایپلیں منظور کی گئی۔